صدرِ جمہوریہ اور اُن کی حکومت فرقہ پرستوں کے جذبات اور اُن کے ارادوں سے بے خبر نہیں ہیں اس لئے جب تک اس طرف سے اطمینان نہیں ہو جاتا۔ آپ ایک نہیں دس میمورنڈم پیش کیجئے۔ بہر حال اُن کا جواب ظاہر ہے۔ تو پھر بھی اس مطالبہ پر اصرار کئے جانا اور اپنی تمام جدوجہد کو اسی ایک نقطہ پر مرکوز رکھنا اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اقلیت ذہنی طور پر شکست خوردگی اور احساسِ کمتری کا شکار ہو کر رہ جائے۔ اُس کی وجہ سے اُس کے قوائے عملیہ مفلوج ہو جائیں اور اُردو زبان کی اصل تعمیری ضرورتوں کی طرف سے غفلت برتنے لگے۔

آج کل دوسرے اوقاف ایکٹوں کے ساتھ مسلم اوقاف کے مختلف ایکٹ بھی حکومت کے مقرر کردہ لاکمیشن کے زیرِ غور ہیں ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ یہ غور و خوض کس نقطۂ نظر سے کیا جا رہا ہے اور اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ اس کمیشن کا ممبر کوئی مسلمان بھی ہے یا نہیں اس بنا پر کوئی قطعی بات تو ابھی نہیں کہی جا سکتی لیکن لاکمیشن کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ جہاں تک مسلم اوقاف کے دروبست اور اُن کے انتظام کا تعلق ہے تو حکومت اُس میں مسلمان نمائندوں کی رائے اور مشورہ سے ایسا تغیر و تبدل کر سکتی ہے کہ جس سے وقف کی آمدنی اور اُس کے صرف میں بے قاعدگی و بے ضابطگی نہ ہو اور اُس کا ایک پیسہ بھی خورد برد نہ ہونے پائے لیکن جہاں تک اوقاف کے مصارف کا تعلق ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت اُن کا واقف کی تعیین و تشخیص کے مطابق رہنا ضروری ہے کسی جماعت یا حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ اُس میں اپنی صوابدید کے مطابق کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کرے۔ مسلم اوقاف کا مسئلہ مسلمانوں کے پرسنل لا کا مسئلہ ہے اس لئے لاکمیشن کو اس پر اسی حیثیت سے غور کرنا چاہیئے۔

پچھلے دنوں جنوبی ہند میں ذات پات اور امریکہ کی ایک جنوبی ریاست میں رنگ و نسل کی بنیاد پر جو سخت ہولناک جھگڑے ہوئے وہ جمہوریت اور مساواتِ انسانی کے اس دورِ ترقی میں انسانیت کی پیشانی کا انتہائی بدنما داغ ہیں۔ اے کاش کوئی ان لوگوں کو قرآن کا ارشاد "یا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُم مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی" اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لا فضل لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود سنا کر یہ باور کرا سکتا کہ محض قانون اور دستور کوئی چیز نہیں ہے جب تک کسی جمہوری نظامِ زندگی کی بنیاد خدا اور یوم آخرت کے عقیدہ پر اور اُس کے ماتحت مذہب کی بخشی ہوئی اخلاقی قدروں پر نہیں ہو گی وہ جمہوریت